یہ اخبار ہفتہ وار ہر جمعہ کے روز مطبع اہلحدیث امرتسر سے چھپکر شائع ہوتا ہے

Registered. L. N. 352.

اہلحدیث

امرتسر

بس دین ہے مصطفیٰ کی گفتار + مت دیکھ کسی کا قول و کردار + جب اصل ہو تو نقل کیا ہے + یاں قوم وطن کا دل کہا ہے

جلد ۳

نمبر ۴۸

اغراض و مقاصد

(۱) دین اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی حمایت و اشاعت کرنا +

(۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیث کی خصوصاً دینی و دنیوی خیر خواہی کرنا +

(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے تعلقات کی نگہداشت کرنا +

قواعد و ضوابط

(۱) قیمت بہر حال پیشگی آنی چاہئے +

(۲) بیرنگ خطوط وغیرہ واپس ہونگے +

(۳) نامہ نگاروں کی خبریں اور مضامین بشرط پسند مفت درج ہونگے +

شرح قیمت سالانہ

گورنمنٹ عالیہ سے - - ۵ روپے

والیان ریاست سے - - ۵ روپے

رؤسا و جاگیرداران سے - - ۴ روپے

عام خریداروں سے - - ۲ روپے ۱۲ آنے

ششماہی - - ۱ روپے ۸ آنے

ممالک غیر سے سالانہ ۵ شلنگ

ششماہی ۳ شلنگ

اجرت اشتہارات

کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہوسکتا ہے

جملہ خط و کتابت و ارسال زر بنام مالک مطبع اہلحدیث امرتسر ہونی چاہئے

امرتسر - یوم جمعہ - ۲۵ شعبان المعظم ۱۳۲۵ھ مطابق ۴ اکتوبر ۱۹۰۷ء عیسوی

رحمۃ للعالمین

اس آیت کے متعلق اہلحدیث مورخہ ۲۶ جولائی میں لکھا گیا تھا کہ آیت مرقومہ میں

رحمۃ کا لفظ نحوی ترکیب کے لحاظ سے مفعول لہ ہے اور مفعول لہ کی تعریف نحو کی کتابوں میں یہ لکھی ہے ما فعل لاجلہ یعنی جسکی وجہ سے فعل کیا جائے پس اس نحوی قاعدہ کے رُو سے آیت کا ترجمہ یہ ہوگا کہ اے نبی! ہم نے تجکو لوگوں پر رحم کرنے کے لئے بھیجا ہے - ہرچند ہم نے اس دعوے کو دلائل علمی کے ساتھ ثابت کیا تھا مگر اسپر ہمارے دوست خاموش نہیں رہے - بلکہ اس ترکیب کی وجہ سے ہمکو نئے نئے القاب دئے گئے - کہیں ہمکو منکر نبوت کہا گیا - کہیں منکر رسالت بتایا گیا - اس لئے آج ہم اپنے دعوے کا ثبوت معتبر تفاسیر سے دکھا کر اپنے مہربانوں کی مہربانی کا ہی کچھ ذکر کرینگے - غور سے سنئے!

اعراب القرآن میں ہے ہو مفعول لہ - تفسیر جلالین میں ہے ای للرحمۃ تفسیر جامع البیان میں ہے ای رسالہ للرحمۃ - تفسیر بیضاوی میں ہے لان ما بعث به سبب لا سعادہم و موجب لصلاح معاشہم یعنی آنحضرت کا نبی ہوکر آنا لوگوں کی اصلاح کا سبب ہے - یہ بھی اس کے مفعول لہ ہونے کی طرف اشارہ ہے تفسیر ابو سعود میں ہے استثناء مفرغ من اعم العلل یعنی مفعول لہ ہے - آپ کی حنفی تفسیر مدارک میں ہے رحمۃ مفعول لہ کشاف میں ہے لانہ جاء بما یسعدہم ان اتبعوہ یہ بھی مفعول لہ ہونے کی طرف اشارہ ہے فتح البیان میں ہے ای ما ارسلناک لعلۃ من العلل الا لرحمتنا الواسعۃ یہ بھی مفعول لہ کے معنے ہیں - آئیے آپکو ایک بڑے صوفی صافی کی تفسیر بتلاؤں غور سے تفسیر رحمانی ملاحظہ کیجئے رحمۃ للعالمین تشیر دینہ فی کثرۃ الارض یہ بھی مفعول لہ کی طرف اشارہ ہے کیونکہ تشیر کے ساتھ تفسیر کی ہے جو نود مسسہ ہے جمل حاشیہ جلالین میں بھی مفعول لہ لکھا ہے ای لاجل الرحمۃ اسی لئے استاد الہند حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے آیت موصوفہ کا یہ ترجمہ کیا ہے "نہ فرستادیم ترا مگر از رحمت مہربانی بر عالمہا" یعنی یہ ترجمہ مفعول لہ کا ہے - کیا جو لوگ ہماری اس ترکیب کرنے پر ہمکو آنحضرت کا دشمن او

مرزا صاحب قادیانی کے بیٹو مہلتہ کے متعلق آئندہ پرچہ میں بسیط مضمون ہوگا - انشاء اللہ

رسالت سے منکر بنا کر اپنے دل کو خوش کرتے ہیں - وہ ان مفسرین کو بھی منکر کہینگے یا نہیں؟ دیکھا! سے

تہنا ان دریں میخانہ مستم + جنید و شبلی و عطار شد مست

غرض جس تفسیر کو اٹھا کر دیکھو اس میں مفعول لہٗ کا ثبوت مقدم ملتا ہے - ہاں ہم مانتے ہیں کہ بعض مفسرین نے حال بھی لکھا ہے مگر وہ قول ضعیف ہے چنانچہ جمل حاشیہ جلالین میں اس قول کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے ویجوز ان ینتصب علی الحال مبالغۃ واما علی حذف مضاف ای ذا رحمۃ او بمعنی راحم یعنی ہو سکتا ہے کہ رحمۃ حال ہو بطور مبالغہ یا حذف مضاف یا بمعنے اسم فاعل - لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ یہ تینوں معنے (مبالغہ - حذف مضاف - بمعنے اسم فاعل) کیا حقیقی ہیں؟ کچھ شک نہیں کہ تینوں معنے مجازی ہیں ورنہ تو عام قاعدہ اصول کا ہے (جو ہم پہلے بھی بتلا چکے ہیں) کہ ان العمل بالحقیقۃ متی امکن سقط المجاز (حسامی وغیرہ) یعنی جہاں تک حقیقی معنے ہو سکیں مجاز باطل ہے - اسی قول کی شرح میں صاحب غایۃ التحقیق لکھتے ہیں لان الواضع انما وضع الالفاظ للمعنی یختص بہ فی الدلالۃ علیہ فصار کانہ قال اذا سمعتم انی تکلمت بھذا اللفظ فاعلموا انی عنیت بھذا اللفظ ھذا المعنی فمن تکلم بلغتہ وجب ان یراد بہ ذلک المعنی فوجب حملہ عند الاطلاق علیہ - غایۃ التحقیق ص۳۵ یعنی واضع نے الفاظ اصلی معنے کے لئے بنائے ہیں گویا اس نے کہہ رکھا ہے کہ میں جب کبھی یہ لفظ بولوں تو تم نے سمجھ لینا کہ میں نے اسکے اصلی معنے مراد لئے پس بوقت قرینہ نہ ہونے مجاز کے اصل معنے پر محمول کرنا واجب ہے -

افسوس ہے ہم تو یہ سنا کرتے تھے کہ غیر مقلدین علوم سے خالی ہیں اصول معقول نہیں جانتے صرف نحو میر پڑھکر بخاری پڑھ لیتے ہیں لیکن ہم نے تو معاملہ برعکس پایا ہمارے سامنے یہ مقلد تقریریں تحریریں لیجاتی ہیں ایسے ہی اصول و معقول پڑھتی ہیں ورنہ - کیا یہ اصول جو ہم نے بیان کیا ہے قابل رد ہے؟ کیا یہ فقط کتابوں میں ہاتھی کے دانت کی طرح نمائش ہی نمائش ہے - نہیں بلکہ اس اصول کی یہ وقعت ہے کہ آج دنیا بھر کی سب زبانوں میں یہی قاعدہ جاری ہے - قانون دان اس بات کو خوب جان سکتے ہیں کہ جہاں کسی قانونی عبارت میں دو وکیلوں کا جھگڑا ہوتا ہے تو لغت اور گرامر میں بیلاگ منصف ہوتے ہیں پھر جس طرف ان دونوں کی رائے ہو وہی ڈگری پاتا ہے -

گو ہم نے پہلے کسی تحریر میں بطور ارخاء عنان کے یہ کہا تھا کہ ہماری ترکیب راجح ہے مگر علماء اصول و معقول کے مقررہ قواعد (کہ حقیقت کے امکان کے وقت مجاز ناجائز ہے) کے مطابق ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہماری ترکیب ہی صحیح ہے دوسری غلط ہے -

ہمیں افسوس ہے کہ ہمارے مہربانوں کو اہلحدیث کے مقابلہ پر کیسی کیسی مصیبتیں جھیلنی پڑتی ہیں ۹ اگست کے اہل فقہ میں پھلواری نامہ نگار نے مفعول لہٗ کے وجود ہی سے انکار کر دیا پھر اس انکار کی سند بے سمجھی سے شرح مفصل سے لائے ہیں آپ لکھتے ہیں:-

قال الاندلسی فی شرح المفصل قال الخوارزمی المفاعیل فی الحقیقۃ ثلاثۃ واما المنصوب بمعنی اللام او بمعنی مع فلیسا بمفعولین - مولانا! آپکی تو ہماری ترکیب میں تو رحمۃ کی مفعولیت ہی غائب ہو گئی"

نعوذ باللہ من قلۃ العلم و ذلۃ الفکر - عزیزا نہ تم کو اور تمہارے شیدوں اور عبارت کے مطلب کنندوں کو یہی سمجھ دی تم تاڑو سمجھے ہوتے کہ جس لفظ کو ترکیب نحوی میں علماء نحو نے مفعول لہٗ قرار دیا ہے مثلاً ضربت زیدا تادیبا میں تادیبا کو جو علماء نحو مفعول لہٗ کہتے ہیں کیا وہ دنیا سے ناپید ہے یا اس کلام کے قائل کے نزدیک اسکا نام کچھ اور ہے اگر دنیا سے ناپید ہے تو صریح غلط ہے اور اگر اسکا نام کچھ اور ہے تو نام سے کام نہیں کام سے کام ہے نام چاہے کچھ ہی رکھ لو کام تو وہی دیگا جو مفعول لہٗ دیتا ہے - ای عزیز! اگر کوئی شخص خلاف اجماع فاعل کا نام مفعول اور مفعول کا نام فاعل رکھے تو اس سے ہم پوچھینگے کہ جس کو تم فاعل کہتے ہو اسکا ترجمہ کیا کرتے ہو اور جس کو تم مفعول کہتے ہو اس کے معنے کیا بتلاتے ہو اگر اس نے اپنے مفعول کا ترجمہ وہی کیا جو ہم فاعل کا کرتے ہیں اور فاعل کا وہی کیا جو ہم مفعول کا بتاتے ہیں تو ہم ... [illegible]

بھلا اگر مفعول لہٗ کوئی چیز ہی نہیں تو تم نحو کی کل کتب نحو میر سے شرح جامی رضی اور مغنی تک اور تمام مفسرین خصوصاً حنفی مفسر صاحب مدارک دیکھئے وجود باوجود کی طفیل جنفیوں کو زمرہ مفسرین میں کسی قدر جگہ ملی ہے) کیوں رحمۃ کو مفعول لہٗ کہتے؟ (اپنی منقولہ عبارت کا مطلب بھی تم نہیں سمجھے سمجھانے کی ہمیں ضرورت ہے نہ اسپر کوئی امر موقوف ہے) -

دوسرا حصہ ہماری تفسیر کا یہ تھا کہ آنحضرت کی بعثت سے صرف یا زیادہ کو رحمت کا حصہ ملا ہے - اسکو ہم نے آیات قرآنی سے مدلل کیا تھا اسپر ہونہار نامہ نگار صاحب آڑ آ ہو کا لکھتا ہے:-

آیت متشابہات - اصول تفسیر اور آیات متشابہات کی تفسیر - نمبر ۳ ، ضمیمہ اخبار اہلحدیث امرتسر

سوال بنمبر ۷: قرآن سے جو آپ اس آیت کی تفسیر کرتے ہیں یعنی آیہ رحمۃ للعالمین کو رحمۃ للذین امنوا پر محمول فرماتے ہیں۔ مولانا! کیا خوب تفسیر ہے۔ اس کی تو بعینہ یہ مثال ہے کہ الحمد للہ رب العلمین میں رب العلمین کو محمول کریں یاایھا الناس اتقوا ربکم اور قل اعوذ برب الناس پر اور رب العالمین کی تفسیر ربکم اور رب الناس اور ربکم و رب ابائکم سے کریں اور اس طرح قرآن کی تفسیر قرآن ہی کی متعدد آیات سے کر کے رب العالمین کے العالمین کو مخصوص کر کے اس سے صرف انسان مراد لیا جاوے۔ سبحان اللہ و ماشاء اللہ۔

جواب:۔ دیکھئے! میں آپ کو ایک معتبر تفسیر کے حوالہ پر دکھاؤں کہ میری تفسیر کی صحت کیونکر ہے۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:۔

ارسلہ رحمۃ لھم کلھم فمن قبل ھذہ الرحمۃ وشکر ھذہ النعمۃ سعد فی الدنیا والاخرۃ ومن ردھا وجحدھا خسر الدنیا والاخرۃ کما قال تعالیٰ الم تر الی الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفرا واحلوا قومھم دار البوار وقال فی صفۃ القرآن قل للذین امنوا ھدی وشفاء والذین لا یؤمنون فی اٰذانھم وقر وھو علیھم عمی الخ (تفسیر ابن کثیر)

یعنی خدا نے آنحضرت کو تمام لوگوں پر رحم کرنے کے لئے بھیجا ہے پھر جو قبول کرتا ہے اس پر رحم ہوتا ہے جو نہیں کرتا وہ دین و دنیا میں نقصان اٹھاتا ہے خدا نے فرمایا ہے کہ قرآن ایمانداروں کے لئے ہدایت و شفا ہے اور جو لوگ نہیں ایمان لاتے ان کے کانوں میں ٹونس ہے۔ (وغیرہ)

دیکھئے حافظ ابن کثیر نے بھی آیات سے آیت متنازع کی تفسیر کی ہے اور یہی قرآن شریف کا مدعا ہے باقی سب خوش اعتقادیاں ہیں جنکو دوسرے لفظوں میں من گھڑت خیالات کہنا چاہئے۔

اڈیٹر دکن ریویو[1] بھی اس مضمون کو بغور ملاحظہ کریں۔

---

[1] دکن ریویو ایک اسلامی رسالہ ماہواری ہے جس میں اسلامی تواریخ و دیگر حالات قومی پر بحث ہوتی ہے۔ اس دفعہ اس کے پانچ نمبر ایک ساتھ شائع ہوئے ہیں جنہیں اسلامی تاریخ پر گہری نظر ڈالی گئی ہے۔ سالانہ قیمت قسم اول للعہ دوم عہ سوم عہ ملنے کا پتہ منیجر دکن ریویو حیدرآباد دکن (اڈیٹر)

سلف گورنمنٹ

سلف گورنمنٹ کے معنے ہیں اپنی حکومت اس کی دو قسمیں ہیں ایک تو یہ کہ اس حکومت میں کسی دوسری قوم کی ماتحتی نہو جیسے آج انگریزوں کو حاصل ہے دوسری قسم یہ ہے کہ ملک کے اندرونی نظم و نسق میں اپنا اختیار ہو مگر بعض امور میں کسی دوسری قوم کی تابعداری بھی ہو جیسے ہندوستان کے والیان ریاست یا جیسے آج کل مصر کی حالت ہے۔ آجکل جو ہندوستان کے پولیٹیکل مطلع پر غبار آیا ہوا ہے اس میں بھی سلف گورنمنٹ بناء اختلاف ہے۔ ملک کے ہندو تعلیم یافتہ مدت سے اس بات کے مستدعی ہیں کہ گورنمنٹ ہمکو دوسری قسم کی سلف گورنمنٹ عطا کرے۔ ہم کو ہمارے ملک کے انتظام میں بہت سا حصہ دے جیسے ہم نے انگریزی سایۂ عاطفت میں تعلیم اور لیاقت حاصل کی ہے ہمکو اس لیاقت کا ثمرہ بھی ملے اگر بغور دیکھا جائے تو یہ سوال درحقیقت گورنمنٹ کی وعدوں اور اسکی مہربانیوں سے دلوں میں پیدا ہوا ہے۔ گورنمنٹ ہند نے لارڈ رپن کے زمانہ میں ہندوستانیوں کو لوکل سلف گورنمنٹ دو قسم کی عطا کی تھی۔ ایک تو شہر کی آبادی میں سے معززین کو آنریری مجسٹریٹ بنایا جو شہری آبادی کے مقدمات فیصل کیا کریں دوم جس آبادی میں پانچہزار یا زیادہ کی مردم شماری ہو وہاں میونسپل کمیٹی کے ممبر بنانے کا قاعدہ جاری کیا۔ ان دو باتوں اور نیز دیگر وعدوں کے لحاظ سے تعلیم یافتوں کو مزید توقع ہو گئی۔ کہ ہمکو کچھ اور بھی زیادہ ملیگا۔ اسلئے انہوں نے اپنی استدعاؤں کو بڑھایا۔ اصلیت اس غبار کی تو یہ ہے مگر جس طرح انہوں نے اس استدعا کی اصلیت معلوم کی۔ ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم یہ بھی دیکھیں کہ اس استدعا کرنے کا طریقہ جو اختیار کیا گیا ہے وہ بھی تھا یا نا واجب؟ کچھ شک نہیں کہ جو طریقہ اختیار کیا گیا وہ ایسا نہیں تھا کہ اس سے کامیابی ہوتی بلکہ وہ ایسا تھا کہ اسوقت اگر ہندی گورنمنٹ اپنی ہی ہوتی تو وہ بھی اسپر یہی برتاؤ کرتی جو انگریزی گورنمنٹ نے کیا۔

ہماری خیال میں مانگنے والوں سے دو طرح کی غلطی ہوئی ایک تو وہ اپنی استدعا کرنے میں ایسے مجنون ہوئے کہ انہیں یہ بھی خیال نہ رہا کہ

یار کا پاس نزاکت دل ناشاد رہے + نالہ رکتا ہوا اٹھتی ہوئی فریاد رہے

انہوں نے مانگا مگر مانگنے والوں کو عار دلا کر۔ انہوں نے مانگا مگر مانگنے کے معنے بگاڑ کر یا اپنی نادانی سے اپنی سوال کو دوسرے لفظوں میں ملکر جب تک یہ امر مترشح ہونے لگا کہ ہندوستانی جو سلف گورنمنٹ مانگتے ہیں تو قسم اول کی

ہنگتو میں جسکا نتیجہ لازمی تہا کہ ؎ دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند۔

دوسری غلطی یہ ہوئی کہ ماتحتوں نے دی ہوئی سلف گورنمنٹ کی خوبی نہیں دکھائی آنریری مجسٹریٹی اور میونسپل کمیٹی کی حسن کارگذاری کا ثبوت نہیں دیا۔ کیا کسی واقف کار سے مخفی ہے کہ آنریری مجسٹریٹوں کا (باستثناء معدودے چند) کیا حال ہے۔ ہم بلاخوف تردید بتلا سکتے ہیں کہ مظلوم کے پاس ثبوت یقینی ہوتا ہے گواہ بھی ہیں۔ تحریری وتقریری ثبوت کافی ہے۔ مگر پھر بھی سب سے پہلے یہ خیال ہے۔ کہ عدالت کس کی اور اس مجسٹریٹ کے پاس ہماری پہونچ کیونکر ہو سکتی ہے۔ اگر پہونچ نہیں تو مظلوم سر پیٹ کر رہ گیا۔ اور اگر اُس کی پہونچ بھی ہے مگر فریق ثانی بھی آخر شہر ہی کا باشندہ ہے۔ چاہ وال راستے اُس کے لئے بھی کھلے ہیں تو پہن حکم دعلاً ہیں یعنی عوام یا تو جبراً راضی نامہ کرلیا جاتا ہے یا دعویٰ خارج۔ غرض کوئی صورت نہیں کہ مظلوم قانونی طور پر ثبوت دیکر داد پا سکے۔ یہ تو ہے ہماری لوکل سلف گورنمنٹ کا نتیجہ۔ ان ہم مانتے ہیں کہ جس طرح ہم نے اس سلف گورنمنٹ میں حسن لیاقت اور دیانتداری کا ثبوت نہیں دیا۔ گورنمنٹ نے بھی ہماری حال کی پرواہ نہیں کی۔ سرکاری ملازمت کے لئے تو متعدد امتحانات اور لیاقت علمی اور قانون دانی اور حواس کی درستی کی قیودات ہیں مگر آنریری مجسٹریٹ۔ نہیں نہیں لوکل سلف گورنمنٹ کے لئے کوئی قید نہیں ہر ایک مجاز ہے ہمارے کو خواہ ان پڑھ ہو یا لکھا پڑھا۔ ہندی جانتا ہو۔ یا لنشے گورنمنٹ پڑھا ہو بلا روک ٹوک کیا جاتا ہے۔ خواہ اُس کے حواس بھی درست نہوں۔ مزید لطفیہ یہ ہے کہ سرکاری ملازمت میں جسکو ان فٹ (ناکارہ) سمجھا جاتا ہے اُس کے لئے آنریری مجسٹریٹی کا بنچ خالی ہے۔ الٹے تٹے ملا کے سر پڑے۔ کیا گورنمنٹ سے یہ حالات مخفی ہیں۔ نہیں۔ کیا پھر گورنمنٹ اسپر توجہ نہ کریگی وہ ضرور کریگی مگر ؎

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن
خاک ہو جائینگے ہم تم کو خبر ہونے تک

دوسری قسم لوکل سلف گورنمنٹ یا حکومت خود میونسپل کمیٹی ہے جسکی بابت تو کچھ لکھنا ہی عبث ہے۔ ہم تو ہندوستان کے جس شہر میں گئے ہیں میونسپل کمیٹی کی بابت یہی آواز سنی ہے کہ آپ کا ہونا بھی ہی شامت اعمال ہے۔ ممبران کمیٹی کو خبر تک نہیں کہ ہم کس فرضداری کے عہدہ میں آئے ہیں مگر تعجب اور شرم کی بات ہے کہ بعض ممبران کو قواعد کمیٹی کی بھی خبر نہیں کہ کیا ہیں۔ وہ صرف اتنا جانتے ہیں کہ تین سال تک ہم کو کرسی مل گئی نہ ان کو معطلی کی فکر ہے نہ انکو کسی دوسرے کی شماتت کا خیال ہے۔ یہ سب انکا نصیب اعداء۔ اگر کوئی بڑا کاریگر فوٹوگرافر ہو جو اعلیٰ درجہ کا فوٹوگراف ساتھ رکھتا ہو۔ تو ان ممبران کی انتخاب کیوقت کی تصویریں اور آوازیں اُس فوٹو میں درفونوگراف میں لیکر بند کرلے پھر تین سال تک انکی بے اعتنائی سے مقابلہ کریں تو واللہ زمین و آسمان کا فرق پایا جائیگا۔ گویا کسی اُستاد کا قول انکے حق میں بالکل چسپاں ہوگا ؎

دل لے کے لیا ناز سے شوخی سے ہنسی سے ؎ اب آنکھ ملا آنکھ ملائیں وہ کسی سے

ہم نے یہ دو مثالیں دکھاکر آجکل کے ایڈیٹروں (شورش کنندوں) کو بتلانا چاہا کہ میراث پدر خواہی علم پدر آموز۔ اگر کچھ لینا چاہتے ہو تو اپنی پہلی کارگذاری تو دکھاؤ مگر افسوس کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ ہم نے اسکی کوئی اچھی مثال قائم نہیں کی افسوس ؎

تو قسمت میں کہاں تہا کہ کروں کسب کمال
بے کمالی میں بھی افسوس میں کامل نہ ہوا۔

حساب دوستاں در دل

اصحاب ذیل کی قیمت اکتوبر میں ختم ہے اگر خدانخواستہ کسی صاحب کو آئندہ اخبار جاری رکھنا منظور نہ ہو تو بواپسی اطلاع دیں تاکہ وی پی کرنے سے مطبع کا نقصان نہو۔ (خاکسار مینیجر)

۲۴۶	ناگجو	۹۱۰	ملانواں
۲۸۸	ناگپور کلاں	۹۱۱	پربہنی
۳۰۲	اہٹی رام پور	۹۱۲	رسولی
۵۱۴	کوٹلی لوہاراں	۹۱۳	مئوناتھ بھنجن
۶۴۳	امرتسر	۹۱۴	ٹبی عزت
۶۴۴	نصیر آباد	۹۱۵	مئوناتھ بھنجن
۶۷۱	عبد اللہ پور	۹۱۶	غہبر سانڈ
۷۵۹	ہل	۹۱۷	پہاڑپور
۷۶۷	بنارس	۹۱۸	آرہ
۸۹۴	حیدرآباد دکن	۹۱۹	جبلپور
۸۹۵	کانپور	۹۲۱	چندوسی
۹۰۱	آرہ	۹۲۴	محمد پور
۹۰۴	سرستی پور	۹۲۵	گریڈیہ
۹۰۸	مجھولیا	۹۲۶	بھاگلپور

لے وصول ہوگئی۔

جو مضمون کا مسودہ ... مرزا قادیانی [illegible]

۹۲۹	ہردوئی	۱۱۰۶	کوہالی
۹۳۰	یادگیر	۱۱۱۰	بمبئی
۹۳۲	پربھنی	۱۱۶۹	امرتسر

رسول کا احترام عقلاً واجب ہے

([illegible])

داناؤں کا یہ قول ہے کہ:-

"انسانی نظام قدرتی نظام کا کسی نہ کسی صورت میں ظل یا عکس ہے۔ اگرچہ دونوں نظام کی تطبیق کہیں اور تو اگرچہ من وعن نہیں لیکن کچھ نہ کچھ مطابقت ضرور ہوتی ہے"

ہم دیکھتے ہیں کہ قدرت کے نظام میں درجہ بندی - ترتیب - وضع الشیٔ فی محلہ کا نظام پایا جاتا ہے - وجودوں - اجسام - ذوات اور انواع میں ایک درجہ بندی اور ایک ترتیبی سلسلہ ملحوظ رکھا گیا ہے - بالمقابل انواع کے ہی نہیں بلکہ انواع کے اندر بھی درجہ بندی پائی جاتی ہے - بیشک بعض امور اور بعض حالات میں مساوات کا سلسلہ بھی موجود ہے - لیکن درجہ بندی بالعموم ہے - اور مساوات کا فعل شاذ و نادر یا صرف کیفیات میں ہی پایا جاتا ہے - بعض حکیموں کے خیال میں مساوات کا وجود بالکل ہی نہیں - جہاں جہاں مساوات کا شبہ پڑتا ہے وہ صرف ایک تشابہ یا جزوی تناسب ہوتا ہے - مساویت نہیں ہوتی جیسے یہ ثابت ہے کہ دنیا کی کوئی دو شیٔ یا کوئی دو وجود یا کوئی دو کیفیتیں یا کوئی دو حالتیں مساوی بحیثیت اور ایک نہیں ہوتیں ایسے ہی یہ بھی ثابت ہے کہ دنیا کی ہر ایک حالت کسی نہ کسی ترتیب اور درجہ بندی کے ماتحت ہے - سلسلہ ترتیب ثابت کرتا ہے کہ -

اس میں عموماً اصل وضع الشیٔ فی محلہ مرعی رکھا گیا ہے - جو درجہ بندی کی ابتدائی بنیاد ہے اور جس پر تمام نظام قدرتی کا مدار اور انحصار ہے بہت لوگوں نے یہ کوشش ضرور کی ہے کہ سلسلہ مساوات ثابت کیا جاوے لیکن اخیر یہ وہ یہ معلوم کر کے خاموش ہو گئے ہیں کہ نہ تو نظام قدرت میں یہ ثبوت ملتا ہے اور نہ ہی خود انسانی انتظام میں اسکا وجود ہے -

بیشک نظام قدرتی ایک ہی دست قدرت کا نمونہ ہے اور اسکا ماخذ ایک ہی چشمہ ہے لیکن اختلافات اور مختلف مدارج ثابت کرتے ہیں کہ درجہ بندی بھی اس کی پاک مرضی کے ماتحت واقع ہوئی ہے - ہر نوع اپنی نوعیت میں گو تا بیشک ایک ہی تعریف کے تابع ہے اور ہر جنس ایک ہی مفہوم ابتدائی کے ماتحت ہو لیکن باوجود اس کے بھی اس میں درجہ بندی ہے - ہر نوع کے افراد ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور انکا شروع و اخیر ہمیشہ مختلف ہوتا اور مختلف نتائج پیدا کرتا ہے ہم ہر وقت دیکھتے ہیں کہ ایک ہی جگہ یا ایک ہی ماخذ یا ایک ہی مخرج سے دو چیزیں نکل کے مختلف حالتوں کا نمونہ بنتی ہیں - ایک سیپ سے دو موتی نکلتے ہیں ایک تاج شاہی کی زینت اور رونق کا باعث ہوتا ہے - اور دوسرا کھرل میں پس کر سرمہ کی صورت میں چشم بیمار میں جگہ لیتا ہے - ایک شاخ پر دو پھول کھلتے ہیں ایک کسی دلربا اور خوبرو کے سینہ کی زیبائش ہوتا ہے - اور دوسرا باد مخالف کے جھونکوں سے مرجھا کر گر جاتا ہے اور آنے جانے والے اسے پاؤں سے بے اعتنائی سے پامال کرتے ہیں -

ایک ہی رحم اور ایک ہی سکول سے دو بھائی اور دو متعلم نکلتے ہیں ایک علم یا تحقیق یا مدارج کے ملأ اعلیٰ پر پہونچتا ہے اور دوسرا قعر ضلالت اور دعایب ادبار میں گرتا ہے - دنیا میں ایسی اور بھی ہزاروں مثالیں ہیں جو ایک درجہ بندی اور ما بہ الامتیاز کو ثابت کرنے میں برہان واثق کا حکم رکھتی ہیں -

ہم دور کیوں جائیں - انسان اپنے بدنی نظام کے ہی ملاحظہ سے یہ استدلال کر سکتا ہے - کیا بدن کے سب اجزا اور اعضا ایک ہی درجہ رکھتے ہیں اور کیا سب کی غرض خلقت ایک ہی ہے اور کیا ان میں نسبتیں فرق اور امتیاز نہیں ہے - کیا سر اور پاؤں یا آنکھ اور خال ایک ہی درجہ میں رکھے جا سکتے ہیں کیا جو کام آنکھ دیتی ہے وہ ایک خال سے لیا جا سکتا ہے - یا پاؤں سر کا قائم مقام ہو سکتا ہے - کیا دماغ ضمیر کا کام دے سکتا ہے یا ضمیر سے دماغ کا کام لے سکتے ہیں؟ بے شک بدن ہی میں یہ ساری اعضاء پائے جاتے ہیں اور وہ بہیئت مجموعی انسان ہے - لیکن یہ ہیئت مجموعی اس امر کی مستلزم نہیں کہ ان میں تمیز اور فرق نہ کیا جاوے - مثلاً فلاسفی اور فن تشریح یہ ثابت کرنے کیواسطے ایک عمدہ ذریعہ اور علمی شہادت ہیں کہ ہر عضو اور ہر ذرہ ٹھیک اپنے اپنے محل میں رکھا گیا ہے - اگر چہ آنکھ کان کی بجائے رکھا جائے تو دو نوع عضو کے افعال منصبی میں فرق آجاویگا - اگر پاؤں سر کی بجائے ہو تو کوئی کل بھی پوری نہ اتریگی - لوگ بعض وقت جلد بازی کر کے کہہ دیتے ہیں - ہم سب کے سب برابر ہیں ہم میں کوئی فرق اور کوئی امتیاز نہیں - ایک دوسرے کے مقابلہ میں فوقیت نہیں رکھتا - لیکن یہ نہیں سوچتے کہ اس فرضی نظام سے کس قدر خرابی پیدا ہونیکا اندیشہ ہے اور نظام قدرت کہاں تک انکا حامی ہے - (آفتاب دسمبر ۱۹۱۶ء)

[illegible]

ahmadimuslim.de

اور اُن کے حوالی موالی ستارے ایک ہی دست قدرت کے نمونے ہیں اور ایک ہی آسمان پر درخشاں و تاباں لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ انکے اجسام اور مقادیر اور فرائض اور تصرفات میں مساویت ہے اور وہ ایک ہی ہیں بے شک چاند روشن اور خاموش نورانی دیوتا ہے مگر آفتاب کے مقابلہ میں اُسے دوسرے درجہ پر ہی رکھا جاتا اور وہ آفتاب سے مستفیض ہوتا ہے۔ ایک باغ میں ہی سب بوٹے اور سب گل و گلزار ہوتے ہیں۔ گل اور خار ایک ہی شجر کا ثمرہ اور پیداوار ہیں۔ کوّا اور بلبل ایک ہی چمن میں رنگ رلیاں مناتے ہیں۔ شیر اور گیدڑ ایک ہی جنگل میں رہتے ہیں۔ گھوڑا اور گدھا ایک ہی مالک کے طویلہ میں بندھتے ہیں۔ ہرن اور لومڑی ایک ہی دامن پہاڑ میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ باز اور چیل ایک ہی آسمان کے نیچے اُڑتے ہیں۔ غلام اور آقا۔ رعیت اور بادشاہ ایک ہی سر زمین کی پیداوار کھاتے اور ایک ہی آب و ہوا میں نشو و نما پاتے ہیں لیکن باوجود اِن مخارج اور اماکن واحدہ کے ان میں امتیاز اور فرق کیا جاتا ہے۔

بڑا بھائی اور چھوٹا ایک ہی والدین سے ہوتے ہیں لیکن بڑا بڑا ہوتا ہے اور چھوٹا چھوٹا۔ زید اور خالد دونوں بکر کے لڑکے ہیں۔ زید عالم ہونے کی وجہ سے بمقابلہ خالد کے تعظیم دیا جاتا ہے اور خالد بوجہ بہادری اور شجاعت کے زید سے تمیز رکھتا ہے۔ دونوں خدا کی پیدائش ہیں۔ لیکن کیا ایک حسین بمقابلہ بد قسمت بد صورت کے دیکھنے والوں کی نظروں میں کوئی دلچسپی حاصل نہیں کرتا۔

روپیہ بھی چاندی کا ہوتا ہے اور ایک دونی بھی اسی دھات کی لیکن دونوں کی قیمت میں فرق ہے۔ ایک خوش آواز اور دلکش صدا و پُر اثر کرتی ہے۔ لیکن ایک بُری آواز لکوٹ ایک صدمہ ہوتا ہے۔ اُستاد اور شاگردوں میں نوعیت کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہوتا۔ لیکن شاگرد استاد کا بعض خصوصیات کی وجہ سے ادب کرتے ہیں۔ حاکم اور محکوم میں باعتبار انسانیت کیا فرق ہے مگر حاکم کی خصوصیت محکوم کے دلپر نقش ہوتی ہے اور اُسکی وجہ سے محکوم جادۂ ادب سے باہر نہیں ہو سکتا۔ والدین میں بمقابلہ اولاد کے کیا فوقیت ہے۔ تہذیب اخلاق اور مذہب ہمیشہ تعلیم دیتی ہے کہ انکا ادب کیا جاوے چاہے گہری نظروں سے دیکھو اور چاہے سرسری سے ہر سلسلہ میں ایک سلسلہ درجہ بندی اور ترتیب پائی جاویگی اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی کہ اگر ہم اُس درجہ بندی اور ترتیب کے خلاف عمل کریں تو نظام عالم میں گونا بزی ناشی ہونیکا اندیشہ رہتا ہے۔ نہ صرف ہی نہیں بلکہ ابتری پیدا ہو جاتی ہے۔

درجہ بندی کا دوسرا نام حفظ مراتب ہے۔ حفظ مراتب دنیاوی اور دینی دونوں سلسلوں میں واجب الاحتفاظ ہے جہاں اس سلسلہ میں فرق آیا خود نظام عالم میں فرق آگیا۔ قدرتی اور انسانی دونوں سلسلوں میں درجہ بندی یا حفظ مراتب کی ترتیب بہت کچھ انتخابی اصولوں کے تابع رکھی گئی ہے۔ انسان جو دوسری مخلوق پر گونہ شرف ظاہر کرتا ہے وہ بھی بذریعہ اسی انتخابی اصول کے ہے۔ چند انواع میں سے ایک نوع خاص کرلی گئی ہے۔ ایسے انتخابات مختلف وجوہ سے کئے جاتے ہیں۔ بوجہ اعلےٰ فلنت و قدس فطرت۔ بوجہ متانت و مذہبی طبیعت۔ بوجہ تمکنت و فتوت۔ بوجہ استقلال و ہمت۔ بوجہ حسن مشارب و حسن مقاصد۔ بوجہ علو عزائم۔ بوجہ امتیازات عالیہ۔ بوجہ دیگر خصوصیات خاصہ۔

ہم بالخصوص قدرتی انتخاب کی نسبت نہیں کہہ سکتے کہ انکی اصلی موجبات اور کیا کیا ہیں۔ کیونکہ ہم اُن سے کسی قدر ناواقف ہیں لیکن اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ جنہیں قدرت بمقابلہ دوسرے ابناء جنس کے انتخاب کرتی ہے۔ اُس کے اسباب فاضلہ ضرور کچھ نہ کچھ ہونے چاہئیے۔ اس دلیل سے کہ جب خود ہماری نیچر انتخاب بعض فاضلہ اسباب کے تابع رکھی جاتی ہیں تو ضرور ہے کہ قدرتی انتخابات میں بھی یہی اصول مرعی ہو۔ نظام عالم کی تکمیل کے واسطے یہ لازمی قرار دیا گیا ہے کہ جو جو انتخابات عمل میں آچکے ہیں اُن کے مطابق عمل ہوتا رہے کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جاوے تو خرابی عائد ہونیکا اندیشہ ہے۔ رعایا پر بادشاہ کی تعظیم کیوں واجب ہے اور ایک بادشاہ رعایا کے افراد کے مقابلہ میں کیوں مقدس اور برتر مانا جاتا ہے اسواسطے کہ اُسکا انتخاب لاکھوں اور کروڑوں مخلوق کے مقابلہ پر ہوا ہے۔ کروڑوں مخلوق دنیا میں بستی ہے اور اُن میں سے کوئی پچاس ساٹھ ہی بادشاہ ہونگے۔ ہر قوم میں انکی عزت ہے اور ظل اللہ اور مقصود اعلیٰ کہا جاتا ہے۔ صرف اسواسطے ہی نہیں کہ انکے پاس حشم و خدم ہیں بلکہ اسواسطے بھی کہ انکا انتخاب اعلےٰ پیمانہ پر کیا جاتا ہے اور تقریباً کل افراد نے انہیں تسلیم کیا ہے۔ اگر حشم و خدم ہی موجب احترام ہو تو پھر اُن سے بعض ساہوکار اور مہاجن بھی کہیں زیادہ دولت مند ہیں۔ ایک حاکم کی کیوں تعظیم کی جاتی ہے اسلئے کہ اُسے ایک ملک کی گورنمنٹ اور بادشاہ نے ملکی اور رعایا کی خدمات کے واسطے انتخاب کیا ہے۔

ایک ادنیٰ چوکیدار و نمبردار گاؤں والوں سے ہی تنخواہ پاتا ہے۔ چونکہ چوکی داروں کا انتخاب سرکاری قانون کے تابع ہوتا ہے۔ اسواسطے اُسے گاؤں بھر میں عزت دی جاتی ہے۔ میونسپل کمشنران کو لوگ آپ ہی چنتے ہیں اور پھر آپ ہی انکی تعظیم بھی کرتے ہیں۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو نظام شہری میں خرابی پیدا ہو کر

[illegible] اہلحدیث امرتسر

ahmadimuslim.de

انتظام آسائش بگڑنے لگتا ہے۔ ہر خاندان میں کوئی نہ کوئی سرغنہ اور اعلے ممبر سمجھا جاتا ہے اور ماتحت ممبران خاندان اُس کی واجبی تعظیم کا فرض ادا کرکے پیدا کرتے ہیں۔

ہر مجلس میں ایک چیرمین ہوتا ہے اور باقی کے ممبران اُسے خاص امتیازات دینے میں تامل نہیں کرتے۔ بیشک استاد اور معلم شاگرد کی نوع میں سے ہی ہے۔ لیکن اگر شاگرد کی جگہ استاد آ جاوے تو ضابطہ تعلیم کے خلاف ہوگا اور تعلیمی اغراض کے منافی۔ ایک حکومتی سفیر یا وکیل یا قاصد جس گورنمنٹ یا جس پادشاہ سے دوسری پادشاہ کے نام بفرمان شاہی یا مراسلہ یا پیغام سفارت لیتا ہے وہ گورنمنٹ یا وہ بادشاہ سفیر ہی کی نوع سے ہوتا ہے اور جس دوسری گورنمنٹ میں جاتا ہے وہ بھی انسان ہی ہوتی ہے لیکن اُس عزت سفارت و احترام انتخاب کی بالکل کی وجہ سے اُس سفیر کا خاص اعزاز کیا جاتا ہے۔ باوجود باہمی کشمکش اور منافرت کے بھی اسکی جان کی حفاظت کی جاتی ہے اور دوسری گورنمنٹ اُس کے جانی و مالی نقصانات کا ذمہ اٹھاتی ہے۔ سفارت نامہ کی تعمیل ہو کر بھی اُس کی حفاظت و احترام میں سرمو فرق نہیں آتا۔ خاتمہ سفارت کے بعد لڑائی شروع ہو جاتی ہے لیکن سفیر بصد حفاظت و احترام اپنے ملک کے حدود سے پار کیا جاتا ہے۔ یہ کیوں صرف اسواسطے کہ وہ شخص بذریعہ ایک خاص انتخاب کے بھیجا گیا تھا۔ دونوں گورنمنٹوں پر اُس کا اعزاز و احترام لازم ہے اور مزید دونوں گورنمنٹوں کی رعایا پر بھی یہ فرض تھا کہ اُس کے اعزاز و احترام میں حصہ لیں۔ کیا ہر شخص سفیر اور قاصد شاہی مقرر کیا جا سکتا ہے؟ کیا تو جا سکتا ہے لیکن ہر شخص اسکا شایان نہیں ثابت ہو سکتا ہے۔

جب کوئی سفارت مقرر کیجاتی ہے۔ تو دونوں گورنمنٹوں کے ملکی۔ قومی حکومتی اور نظامی اعتبارات کے لحاظ سے کی جاتی ہے اور یہ ایک ایسا کام ہوتا ہے۔ جو بہت ہی تدبیر اور جزم اور احتیاط چاہتا ہے۔ دنیوی نظام کی طرح قدرتی نظام میں بھی ایسے انتخابات میں خاص خاص صفات پر لحاظ کیا جاتا ہے نظام بدنی کے واسطے جو اعضاء مصنوعیہ کے سلسلہ میں رکھے گئے ہیں۔ واقعی وہ اسی قابل تھے۔ بیشک ایک خیال باایک مسئلہ یہ سوال کر سکتا ہے کہ مجھے چشم بینا کیوں نہیں بنایا گیا۔ لیکن آنکھ کا کام اُس کی تسلی کر سکتا ہے کہ وہ اس قابل نہیں تھا۔ پاؤں سر کے مقابلہ میں خود ہی فیصلہ کر سکتا ہے کہ دماغ ہی اس کام کے قابل تھا۔ تدبیر نظام بدنی کیواسطے جو جو اخلاط معرض خلقت میں آئے ہیں اُنکی فضیلت بمقابلہ عضلات کے معلوم اور ثابت ہو سکتی ہے۔ رُوحانی نظام بھی دنیوی نظام سے کم نہیں بلکہ مذہبی وجوہ کی جہت سے دنیوی نظام سے یہ نظام فائق اور برتر ہے کیونکہ دنیوی نظام کے بعد جو نظام آنے والا ہے وہی رُوحانی نظام ہے ہر مذہب اور ہر مذہبی سلسلہ میں۔

کوئی نہ کوئی ہادی۔ بانی۔ یا امام ہوتا ہے جیسے کہ ہر گورنمنٹ کوئی نہ کوئی شاہ یا صدر مجلس رکھتی ہے۔ اس ترتیب اور اس نظام سے ثابت ہوا کہ دنیوی حکومت کی طرح مذہبی سلسلوں میں بھی کسی نہ کسی اعلیٰ ہستی یا ممتاز وجود کا ہونا لازمی ہے۔ خواہ فی الحقیقت ہی وہ ممتاز اور اعلے ہو یا بوجوہ مان لیا گیا ہو۔ خواہ ایسا امتیاز خلقی وجوہ سے ہو۔ اور خواہ انتخابی اصولوں سے۔ کوئی ہی صورت ہو۔ جو شخص اس کام کیواسطے انتخاب کیا جاتا ہے اور جس کے ذمہ ہمت یہ ایسا کام لگایا جاتا ہے وہ دوسروں کے مقابلہ میں اعلی۔ مفروضہ۔ اعتقادی فوقیت ضرور رکھتا ہے۔ مسٹر ... اور جو ایک نامور فلاسفر گذرا ہے کہتا ہے:۔

"جو لوگ قدس فطنت۔ تکمیل۔ فطرت۔ استقلال اور روشن ضمیری کیوجہ سے ممتاز ہیں وہی نبی ہوتے ہیں اور وہی رسول بنتے ہیں۔ انکا دماغ اور انکا ضمیر اور دل سے قدرتاً خاص اور روشن و مکمل ہوتا ہے۔ انکی خلقت خاص اس غرض کیواسطے ہوتی ہے کوئی دوسری خلقت انکا مقابلہ نہیں۔ وہ اپنے ابناء جنس کے فخر ہیں۔"

پھر اسی فلاسفر کا یہ قول بھی ہے کہ:۔

"چونکہ فلاسفر اور حکیم کی دماغی بناوٹ اور ضمیری ساخت قدرتاً بنوا بناے جنس سے فائق اور خاص ہوتی ہے۔ اسواسطے وہ دوسروں سے تمیز دیا جاتا ہے ہر مذہبی سلسلہ ایک رُوحانی گورنمنٹ ہے جس طرح دنیوی گورنمنٹ بغیر کسی صدر مجلس یا شاہ کے نہیں چل سکتی اسی طرح رُوحانی گورنمنٹ بھی بغیر کسی پاک اور ممتاز ہستی کے قائم"

تفسیر ثنائی جلد پنجم

تیار ہے۔ قیمت ۱۲/ پانچوں جلدوں کی متفرق قیمت ... ہے مگر پانچوں جلد یکجا ایک ہی خریدار کیلئے مبلغ ... مقرر ہیں۔ جو صاحب پانچوں جلد کے پانچ خریدار پیدا کرینگے انکو ایک نسخہ پانچوں جلد کا مجموعہ مفت اور جو صاحب ایک خریدار پیدا کرینگے انکو ایک جلد جونسی وہ چاہیں مفت ملیگی۔

منیجر اہلحدیث

نہیں رہ سکتی۔ ہماملو بھی بانی مذہب اور بانی مذہب کی تقدیس اور تکریم کی ضرورت ہے کہ مذہب انسانوں کے واسطے ہے۔ اور انسان انسان سے ہی ہدایت و تسلی پاتا ہے کیونکہ باعتبار حیثیت ایک نسبت دونوں میں ہوتی ہے۔ اگر یہ ضرورت نہ ہوتی تو فرشتوں کا رسول ہو کر آنا زیادہ تر مناسب تھا۔ جوش و محبت مذہبی بھی ایک شوکت ہے۔ وہ بانی مذہب کی محبت سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ جس مذہب کا کوئی بانی نہیں اُس میں جوش بھی نہیں۔ خدا بھی مذہب کا جزو اعظم ہے لیکن یہ کم تر ہوتا ہے کہ خدائی بحث میں کوئی جوش میں آوے۔ ہمیشہ رسول یا اوتار اور بانی مذہب یا نبی کی بابت ہی جوش آتا ہے۔ چونکہ ایک بانی مذہب محسوس عالم میں ہوتا ہے اسواسطے اس کی نسبت زیادہ تر تحریک اور جوش رکھتے ہیں اس سے ایک بانی مذہب کی تعظیم اور امتیاز کی خصوصیت ثابت ہوتی ہے۔ کون خدا کو نہیں مانتا اور کون توحید کا کسی نہ کسی رنگ میں قائل نہیں۔ لیکن جب تک کوئی بانی اور صدر مجلس نہیں مقرر کیا جاتا مذہبی حیثیت حاصل نہیں ہوتی۔

کسی بانی مذہب کی اسواسطے تعظیم نہیں کی جاتی کہ نعوذ باللہ وہ خدا کا ٹکڑا یا خدا کا جزو ہے یا خدائی کاموں میں اُسے بغیر رضامندی خدا کے کوئی دخل ہے

بلکہ صرف اس لئے کہ وہ خدا کا برگزیدہ ہے اور خدا نے اُسے بندوں میں سے اپنے کام کے لئے چن لیا ہے۔ حضرت موسیٰ کی مذہبی دنیا میں کیوں تعظیم کیجاتی ہے اور فرعون نے کیا قصور کیا ہے صرف اسواسطے کہ خدا کی نظروں میں موسیٰ ایک برگزیدہ بندہ تھا اور فرعون یہ درجہ نہیں رکھتا تھا۔ مسیح علیہ السلام کو رومی گورنر صلیب دینے والے گورنر پر کیا فوقیت ہے۔ مسیح تو ایک عاجز بندہ تھا اور وہ گورنر صاحب اختیار تھا اس لئے کہ خدا نے مسیح کو چن لیا تھا۔ ابوجہل پر کیوں قرآن نہیں اُتارا گیا۔ حضرت محمد رسول اللہ کیوں خاص کئے گئے۔ یہ خدا کی مرضی اور خدا کا اپنا انتخاب تھا جو کبھی بیہودہ نہیں کیا جا سکتا اور اس سے ثابت ہے کہ احمد عربی ابوجہل پر ضرور کوئی فطری یا جبلی فوقیت رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے احمد عربی عزت کے ساتھ اس عہدہ کے لئے منتخب کئے گئے۔ امام حسین علیہ السلام نوع انسانیت میں یزید کی برابر تھے یزید کی تعظیم کیوں نہیں کیجاتی اس وجہ سے کہ امام حسین کی فطرت و فطنت میں تقدس تھا اور یزید کی طبیعت اس سے خالی۔

شاگرد اُستاد کی اور مُرید اپنے پیر کی کیوں تعظیم کرتا ہے اس لئے کہ وہ اُس کا ہادی اور رہنما ہے۔ ایک بانی مذہب ہمیشہ یہی کہتا ہے۔ خدائے واحد کی پرستش کرو۔ میں بھی ایک بندہ تم سا ہوں۔ میرا کچھ اختیار نہیں۔ یہی باتیں اور یہی تعلیم ہے جو اُس کی تعظیم کراتی ہے وہ کتنا بُردبار، عالی حوصلہ عالی ظرف سیر چشم رسول اور ریفارمر ہے جو خدائے واحد کے مقابلہ میں اپنی ذات ایک صادق پرستار کی طرح الگ رکھتا ہے۔ وہ کتنا قابل تعظیم آدمی ہے جو نفسانیت سے کوسوں دُور رہ کر صاف الفاظ میں یہ کہنے کا عادی ہے اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ۔ وہ کتنا بڑا عالی نفس رسول ہے جو یہ کہتا ہے۔ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ۔ وہ کس قدر عالی ظرف امین ہے جو باوجود ایک بڑے انتخاب کے فروتنی عاجزی اور عبدیت سے ذرہ بھی پرے نہیں جاتا۔ رسولوں پر خدا کا کلام چھاپہ خانوں میں چھپ کر نہیں نازل ہوتا تھا۔ رفتہ رفتہ اُترتا اور کلام کی وضاحت کرتا تھا۔ کون سا ایسا رسول ہے جس نے ابلاغ حکمۃ اللہ میں تکلیف پر تکلیف اور مصیبت پر مصیبت نہ اُٹھائی ہو۔ کون ایسا رسول ہے جو اخباروں کی طرح احکام الٰہی سُناتا پھرتا ہو اور کوئی اُسے کچھ نہ کہتا ہو بیشک ان مصائب کا اجر رسول پاویگا۔ لیکن کیا اُس کی امت کے لئے ضروری اور لازمی نہیں کہ ایسے جید پاک اور پاک دل رسول کی دل سے تعظیم و تقدیس کرے۔ ع ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد۔ کیا یہ جملہ رسولوں کے واسطے نہیں اور کیا رسول اس قابل ہیں کہ انہیں حرف غلط کی طرح متن ادب سے

مستورات کی پکار

رسالہ

صحت النساء

جو کہ ایک عالم نے ہندوستان کی عورتوں کی حالت درست کرنے کیلئے ہزارہا روپیہ خرچ کر کے صرف معزز پبلک میں مفت تقسیم کرنے کیلئے گیارہ لاکھ کی تعداد میں چھپوا کر تیار کرایا ہے اسلئے نوٹس ہذا کا مطالعہ کرتے ہی جتنی جلدی مناسب سمجھیں پتہ ذیل سے بالکل مفت منگا کر دیکھیں (جن پر محصول ڈاک بھی فنڈ کی طرف سے ہوگا) فی خواندہ آدمی ایک کتاب بالکل مفت تقسیم کر کے دونوں جہانوں میں ثواب حاصل کریں۔

پتہ:۔ مینیجر لائبریری بُک ایجنسی جگادھری ضلع انبالہ پنجاب

اہلحدیث کا مذہب — ... قیمت ۴ر ... پتہ ۔ اہلحدیث امرتسر

ahmadimuslim.de

نکال دیا جاوے۔ اگرچہ رسولوں کو ہماری مدح وثنا کی ضرورت نہیں کیونکہ انکا کفیل خود خدا ہے لیکن کیا ہماری خادمیت (خادمیت نہ ہی ایک نسبت ہی سہی) اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ ہم اسے محبت اور تعظیم کی پیاری نگاہوں سے دیکھیں اور اپنے سلسلہ کا اسے امام اور بانی سمجھ کر اسکی تقدیس کریں۔

بیشک خدا سوائے رسول کی تعلیم کے بھی بخش سکتا ہے۔ رسول کیا ایمان قرآن کے بغیر بھی خدا نجات دے سکتا ہے۔ لیکن محمد عربی اور دیگر بزرگان مذہب کی جانثاری خدمات اور استقلال کا یہی معاوضہ ہے کہ انکا نام لینا بھی ہمیں برا معلوم ہوتا ہے۔ دنیوی ریفارمروں کی برسیاں اور جوبریاں کی جاتی ہیں۔ شاعر نظمیں پڑھتے ہیں۔ ورنا ظم شعر و اشعار بولنے والے کچھ دیتے ہیں۔ صرف اسواسطے کہ وہ کسی گروہ یا کسی فرقہ کے نام لیوا اور خدمت گذار تھے۔

کیا مذہب کے بانیوں کا نام لینا بھی خدا پرستی کے مخالف یا ایک زائد شئی ہے وہ کون بے وقوف ہے جو احمد عربی کا نام تعظیم سے صرف اسواسطے لیتا ہے کہ وہ خدائی انتظام میں کوئی دخل رکھتے ہیں۔ یا انہیں خدا کے مقابلہ میں کوئی شرکت [illegible]
[illegible]
اور وہ ممتاز ممبران ہیں۔ انہیں خدا نے اپنے خاص فضل و کرم سے ہم پر فوقیت بخشی ہے۔ وہ خاص فطرت اور خاص دماغ کے لوگ تھے۔ ہم اُن کے نام لیوا ہیں۔ انکا ادب اور انکا اتباع ہمارے لئے موجب فخر اور عزت ہے۔ سب ہدایات اُن کے طفیل سے ہم تک پہونچائی گئی ہیں۔ وہ ایسے قاصد اور ایسے رسول ہیں رسول کا ادب ہر حالت میں ہم پر لازمی ہے۔ انکی ریاضت اور انکی نیک نیتی نے بمقابلہ ہمارے انہیں خاص درجہ پر لایا ہے۔ وہ ان وجوہ سے خدائی درگاہ میں ہمیشہ ممتاز ہیں۔ خدا انپر فضل کرتا اور انہیں خاص امتیاز بخشتا ہے۔ خدا کے برگزیدہ اور پیارے ہیں۔ انکا روشن ضمیر قبولیت دعا کا ایک کافی وسیلہ ہے۔ وہ ہمیں حکمت اور دانائی کی تعلیم دیتے رہتے ہیں۔ انکی تتبع کا ہمیں ترکہ ملا ہے انکے اعمال اور اُن کی ریاضتیں ہمارے واسطے ایک نمونہ ہیں۔ باعتبار انسانیت کے وہ اور ہم ایک ہیں لیکن باعتبار خاص امتیازات کے انکا درجہ اُن کا احترام ہم سے لاکھوں کیسا کروڑوں درجہ زیادہ ہے اور ہم اُن کے خاک پا سے بھی اسفل ہیں اور یہی ہمارا فخر ہے۔

اُن کی تقدیس اُن کی مدح انکی پیروی انکا اقتدا ہمارے ضمیروں کے لئے ایک روشنی اور ایک خدائی نعمت ہے۔ وہ ایسے جامع اور روشن مشعل ہیں جن سے ہزاروں مشعلیں دنیا میں وقتاً فوقتاً روشن ہوتی رہتی ہیں۔ خدائے قدیر اپنی رحمت اور فضل کے تقاضا سے بزرگان ملت کی سنتا ہی رہا ہے اور سنتا ہے۔ اور انہیں اپنی مرضی سے اعزاز و تکریم بھی بخشتا ہے۔ صلی علی محمد و علے آلہ و اصحابہ اجمعین ❖

کوئی مذہب اسوقت تک مذہبی شوکت نہیں قائم رکھ سکتا جبتک بانی مذہب کی تعظیم اور تقدیس اسکا ایک اور فن ماثور نہ ہو۔ کوئی مذہب مذہب نہیں ہو سکتا جبتک اُس کے رسول اُس کے امام کی عزت اور احترام صحیح معنوں میں نہ کیا جاتا ہو۔ گو ایک بانی مذہب رسول اور امام۔ خدا کی ذات اور خدا کی صفات میں کوئی شرکت نہیں رکھتا۔ لیکن خدا کی مہربانیوں اور خاص افضال سے جدا نہیں اور بمقابلہ اور اپنے جنس اور امتیوں کے خصوصیت اور خاص فخر رکھتا ہے رسول اور امام کی محبت اور تعظیم دوسرے الفاظ میں خدا کی محبت ہے کیونکہ رسول سراسر خدا کی محبت کا نمونہ ہوتا ہے اور اُس سے جسقدر محبت کی جاتی ہے وہ خدا ہی کے واسطے کی جاتی ہے اور یہ بھی خدائی احکام کی ایک قسم کی تعمیل ہوتی ہے۔ اور ایک عبادتی فعل ہے اس کو بھی اصطلاح کا تکملہ ہے۔ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ فقط

مرزا سلطان احمد

(اہلحدیث) مگر اس احترام کے مستحق وہی رسول ہیں جو سچے رسول ہوں لیکن جھوٹے مدعی اسی قدر ہتک اور تذلیل کے مستوجب ہیں جتنے کوئی دھوکہ باز سرکاری عہدہ کے مدعی ہوتے ہیں ؎ ورخانہ اگر کس ست یک حرف بس ست

تقریظات

ہمارے ناظرین جناب مولانا حاجی محمد انوار اللہ صاحب استاد ولیعہد حضور نظام حیدرآباد دکن کے نام نامی و اسم گرامی سے واقف ہونگے آپنے ایک بسیط کتاب افادۃ الافہام بجواب ازالہ اوہام مرزا صاحب قادیانی کی تردید میں لکھی ہے مولانا موصوف کا نام نامی کتاب کی خوبی کی ضمانت میں کافی ہے سلیس اردو مدلل بیان۔ چھاپہ خوب۔ قیمت دو جلد کاغذ چکنا ۲ عہ کاغذ کھردرہ ۱۲ عہ

کتاب العقل

ہماری کلامیہ کو مولانا ممدوح نے آجکل کی ضرورت کے مطابق لکھا ہے۔ ایک جلد قیمت کاغذ چکنا ۱۲ ، کاغذ کھردرہ

ایشیاء

اس نام کا ایک ماہوار رسالہ منشی فیروز الدین احمد صاحب کی اڈیٹری میں نکلنا شروع ہوا ہے۔ مضامین غالباً تاریخی اور

فتاوے

کئی ایک دفعہ لکھا گیا ہے کہ فتوی لینے والے احباب کو لازم ہے کہ اگر اخبار میں جواب لینا چاہیں تو فی سوال ایک پیسہ اور اگر خطی جواب لینا چاہیں تو علاوہ محصول ڈاک فی سوال ۲ پیسے غرباء فنڈ کے لئے بھیجا کریں۔ تاہم بعض احباب اس نوٹس کی پرواہ نہیں کرتے۔ ان جوابات کے لئے مشتاق ہوتے ہیں۔ پس لیئے احباب جو ہمارے نوٹس کی پابندی نہ کریں جواب کے حقدار نہ ہونگے۔ ابوالوفاء

س نمبر ۳۸۲۔ وہ عورت جس کا شوہر مفقود ہو گیا کرے؟

ج نمبر ۳۸۲۔ جس عورت کا شوہر مفقود الخبر ہو چار سال کے بعد چار ماہ دس روز عدت گذار کر نکاح ثانی کر سکتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہی فتوے ہے جو امام مالک کا بھی مذہب ہے۔ ردالمختار میں اس پر عمل کرنا جائز لکھا ہے۔

س نمبر ۳۸۳۔ مجلس میلاد بہیئت کذائی فرض ہے یا سنت؟

ج نمبر ۳۸۳۔ مجلس میلاد بہیئت کذائی بدعت ہے اسکا وجود صحابہ۔ تابعین تبع تابعین کے زمانہ میں نہ تھا۔

س نمبر ۳۸۴۔ قرآن شریف کو جلانا۔ پھاڑنا کیسا ہے؟

ج نمبر ۳۸۴۔ قرآن شریف کو بہ نیت حقارت جلانا یا پھاڑنا سخت گناہ بلکہ کفر ہے اور اگر بہ نیت ادب جلادے تاکہ پرزے پاؤں تلے نہ آئیں تو جائز ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا تھا۔

س نمبر ۳۸۵۔ زید کہتا ہے کہ ض مشابہ ظ ہے نہ دال اور عمر کہتا ہے کہ ض مشابہ دال ہے۔

ج نمبر ۳۸۵۔ ض کو مشابہ ظ پڑھنا چاہیئے۔ تفسیر کبیر اور فتاوی عالمگیری وغیرہ میں ایسا ہی لکھا ہے۔

س نمبر ۳۸۶۔ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے سے نماز ہوگی یا کہ پڑھنے سے ہوگی اور حدیث بخاری مسلم لا صلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب کیسی ہے؟

ج نمبر ۳۸۶۔ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ ضرور پڑھنی چاہیئے۔ حدیث مرقوم صحیح ہے۔

س نمبر ۳۸۷۔ ذبیحہ لغیر اللہ اور اس کے کھانیکا کیا حکم ہے؟

ج نمبر ۳۸۷۔ ذبیحہ لغیر اللہ حرام ہے وما اھل لغیر اللہ بہ۔

س نمبر ۳۸۸۔ فی زمانہ اکثر مقاموں اور بازاروں میں بقر قصاب جانور ذبح کرتے ہیں اور نماز روزہ سے بالکل غافل ہیں اُن کے ہاتھ کا ذبیحہ کیسا ہے؟

ج نمبر ۳۸۸۔ بے نماز قصابوں کا ذبیحہ جائز ہے۔ جبکہ عیسائیوں اور یہودیوں کا جائز ہے تو بے نماز مومن کیا اُن سے بھی بدتر ہیں۔

س نمبر ۳۸۹۔ خلفاء اربعہ کی تقلید افضل ہے یا کہ ائمہ اربعہ کی۔ اگر ائمہ اربعہ کی تقلید افضل ہے تو قبل ائمہ اربعہ کے جو گذرے اُنکا کیا حال ہوگا۔ کیونکہ اُسوقت ائمہ اربعہ موجود نہ تھے تو آیا کس کی پیروی ذری ہوگی ائمہ اربعہ کی یا قبل والوں کی؟

ج نمبر ۳۸۹۔ خلفاء اربعہ ائمہ اربعہ سے افضل تھے۔ مگر تقلید کسی کی بھی جائز نہیں اِتَّبِعُوا مَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُوْنِہٖ اَوْلِیَاءَ۔ ان جسکا قول وفعل خدا رسول کے حکم کے مطابق ہو اُس کو لے لینا چاہیئے۔

س نمبر ۳۹۰۔ کل حدیثیں کب جمع ہوئیں اور کیونکر ہوئیں اور شمار میں کتنی ہیں کتنی حدیثیں ابو حنیفہ رح کو اور کتنی شافعی رح کو اور کتنی مالک رح و حنبل رح کو ملیں ہیں یا کہ ان لوگوں کو بھی پوری پوری حدیثیں نہیں ملی۔

ج نمبر ۳۹۰۔ حدیثیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جمع ہوئی تھیں مگر وہ بیاض کی صورت میں تھیں پھر پہلی صدی ہجری میں کتاب کی صورت میں آئیں یہانتک کہ دوسری صدی میں یہ ایک مستقل فن بنگیا۔ ائمہ اربعہ کو جتنی حدیثیں ملیں اُنکی تصنیفات سے معلوم ہوسکتی ہیں۔ امام شافعی امام حنبل۔ امام مالک رحمہم اللہ کی تصنیفات تو اس وقت دنیا میں ملتی ہیں البتہ امام ابوحنیفہ صاحب کی کوئی تصنیف نہیں ملتی مگر اُن کے علم و فضل میں شبہ نہیں۔ سب حدیثیں کسی امام کو نہیں ملیں۔

س نمبر ۳۹۱۔ تقلید ائمہ اربعہ کس آیت اور حدیث سے ثابت ہے؟

ج نمبر ۳۹۱۔ تقلید ائمہ کی ممانعت البتہ ثابت ہوتی ہے۔ اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء یعنی خدا کے اتارے ہوئے کلام کی پیروی کرو اور اس کے سوا کسی ولی یا امام کی تقلید نہ کرو۔

س نمبر ۳۹۲۔ ائمہ اربعہ معصوم تھے یا کہ ان سے بھی غلطی ہوتی تھی اگر معصوم تھے تو عمداً للہ ورنہ سہواً یا دانستہ خطا کرتے تھے؟

ج نمبر ۳۹۲۔ ائمہ اربعہ معصوم نہ تھے۔ فقہ میں لکھا ہے المجتہد یصیب ویخطی یعنی مجتہد سے ٹھیک بات بھی ہوتی ہے اور غلطی بھی۔ مگر دین کے بارے میں دانستہ غلطی نہیں کرتے تھے۔

س نمبر ۳۹۳۔ دین کے اصول کے ہیں؟ (شیخ محمد عبدالستار۔ ابراہیم پور ضلع سلطانپور)

ج نمبر ۳۹۳۔ دین کے اصل اصول دو ہیں۔ قرآن و حدیث۔ ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا۔ اجماع اور قیاس انہی اصول پر متفرع ہیں بذات خود اصل اصول نہیں

ahmadimuslim.de

انتخاب الاخبار

پیسہ اخبار میں تحریک ہوئی تھی کہ انجمن نعمانیہ لاہور کے جلسہ میں سود بنک کی تحقیق کی جائے چنانچہ وکیلوں کی طرف سے چند ایک سوال انجمن نعمانیہ کے مہمان علماء کی خدمت میں پیش ہوئے سُنا ہے سوائے مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی کے سب نے بنکوں کا سود ربوا محرم قرار دیا پبلک کو مولوی صاحبان کے مضامین دیکھنے کا انتظار ہے مگر اس طرح سے ایسا نازک مسئلہ حل نہیں ہوسکتا خصوصاً انجمن نعمانیہ میں جس کی وسیع ظرفی کا یہ حال ہے کہ سوائے مقلدین علماء کے دوسرے لوگ اس مجلس میں شریک نہیں کیا حالانکہ جلسہ میں وہ مدعو تھے۔ ہم نے کمال افسوس سے سنا کہ جناب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی ہر جلسہ میں مدعو ہوکر گئے تھے محض عدم تقلید کیوجہ سے انکو بھی اس مجلس میں شریک نہیں کیا گیا۔ پس اس کے لئے بہتر صورت وہی ہے جو پیسہ اخبار میں چھپی تھی کہ یہ کام تعلیم یافتوں کے انتظام میں ہو اور خاص اسی غرض سے علماء کو مدعو کرکے مقررہ وقت کے اندر نوبت بنوبت کھڑے ہوکر چند چند منٹ تقریریں کریں اچھی تعداد میں تقریریں ہونے کے بعد اُن سے فتوے تحریر کرایا جائے۔

جالندھر میں مولوی محمد ابراہیم صاحب لاہوری اور حکیم نبی بخش صاحب واعظوں کی کوشش سے کئی ایک آتشبازی چلانے والوں نے تحریری وعدے کئے ہیں کہ آئندہ کو ہم نہیں چلائینگے۔ خدا مولوی صاحبان کو اجر خیر دے اور انکو مضبوط ثابت قدم رکھے۔ (جالندھر میں شب برات کے موقع پر آتشبازی کی بڑی کثرت ہوتی ہے سُنا ہے کہ تخمیناً دس ہزار روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ خدا کی پناہ)

امرتسر کی حنفی انجمن کا ایک جلسہ ۲ر اکتوبر کو ہوا جس میں باہر کے واعظین بھی آئے جناب مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب پھلواروی مع فرزند ارجمند حسن میاں کے بھی شریک تھے۔ (مفصل بشرط ضرورت آئندہ)

کہا جاتا ہے کہ طاعون چوہوں سے پھیلتی ہے۔ یہ بات کامل طور سے ثابت ہوگئی ہر گھر والے کو ایک بلی پالنی چاہیئے۔ یہ چوہوں کو کھا کر طاعون کے زبردست ذریعہ کو معدوم کردیتی ہے (بلی بھی اچھی خاصی مرزا قادیانی کی قائم مقام ہوئی)

بندے ماترم اخبار کا مقدمہ ختم ہوا چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ نے مسٹر اما ہندو گھوش مفروضہ ایڈیٹر اور ہیمندا باغچی مفروضہ مینیجر بری کردیئے گئے۔ یہ دونوں ایڈیٹر اور مینیجر ثابت نہیں ہوسکے۔ مگر بابو پورنا بوس پرنٹر اور مشتہر کو تین ماہ قید سخت کی سزا دیگئی۔ اس مقدمہ میں بڑی لطف انگیز ایک بات ہے کہ شروع سے اختتام مقدمہ تک اس بات کا پتہ نہیں لگا کہ اخبار بندے ماترم کا ایڈیٹر کون شخص ہے۔ اسی اخبار کے مقدمہ میں گواہی نہ دینے کے سبب سے بابو بپن چندر پال کو ۶ مہینے جیل کی ہوا کھانی پڑی (سمجھ کا پھیر)

دینا جپور کے ایک وکیل بابو درگا سرن نے چلتی ٹرین میں دو یوروپین مسٹر سمارٹ ڈپٹی اگزامینر اور مسٹر کوٹس اسسٹنٹ مینیجر پر قاتلانہ حملہ آلہ لکڑی سے کیا۔ ملزم گرفتار کرکے حوالہ پولیس کیا گیا گو وہ حملہ کرنے سے انکار کرتا ہے اور اپنے آپ کو بے گناہ کہتا ہے تحقیقات ہو رہی ہے۔

لالہ لاجپت رائے اور اجیت سنگھ جلاوطنان پنجاب کی سفارش کرنے کا ارادہ بمبئی والوں نے آپس میں نا اتفاقی ہوجانے کے سبب فسخ کردیا۔ زہے اتفاق تیرا ستیاناس

امیر کابل نے ایک اور یوروپین مسٹر تھارنٹن کو ملازم رکھکر انگلستان سے طلب کیا یہ چمڑہ کمانے کے کام میں پورے ماہر ہیں۔

مقدونیہ صوبہ ٹرکی میں جوڈیشل اصلاح کی ضرورت کو تمام دول عظام کے سفیروں کی مجلس نے بالاتفاق منظور کرلیا اور باب عالی کی اصلاحی تجویز پر پسندیدگی کی نظر سے غور کیا یہ سفرا اپنی تجاویز میں باب عالی کی کئی تجویزیں بھی شامل کرینگے۔

ایران کی حالت ابھی درست نہیں ہوئی۔ ایرانی پارلیمنٹ انتظام سلطنت کی ہر شاخ میں مداخلت کرکے کل اختیار حکومت اپنے ہاتھ میں لینے کی خواہشمند ہے۔

اضلاع پنجاب میں ہفتہ مختتمہ ۱۴ ستمبر کے اندر حسب ذیل طاعونی اموات ہوئیں۔ حصار ۱۵۔ رہتک ۱۔ گوڑگانوہ ۵ - ہوشیارپور ۴۔ فیروزپور ۵ - لاہور ۱۔ سیالکوٹ ۳۔ جہلم ۱۶۲۔ (جس میں چند گذشتہ ہفتوں کے اعداد بھی شامل ہیں) راولپنڈی ۳۔ سالکوٹ پٹیالہ ۱۳۔ میزان ۲۹۹۔ میزان ہفتہ ما قبل ۱۳۸۔ سال گذشتہ کے اسی ہفتہ کی میزان ۸۱ تھی۔

مقدمہ بلوہ راولپنڈی کے جرمانہ۔ ملزم موقع واردات سے گرفتار ہوئے تھے اور جنہیں گذشتہ ہفتہ ضمانت پر رہا کیا گیا تھا۔ صاحب مجسٹریٹ نے انکی ضمانتیں منسوخ کرکے پھر انہیں جیلخانے میں بھیجدیا ہے۔

انگلستان میں ریلوی مزدوروں کے علاوہ اور بھی کئی پیشوں کے مزدور ہڑتال پر آمادہ ہیں جس سے پایا جاتا ہے کہ وہاں اہل پیشہ میں آجکل عام بے چینی پیدا ہو رہی ہے

مطبع دائرۃ المعارف (حیدرآباد دکن) کی نگرانی اور اسکا انتظام صیغہ تعلیمات کے حوالے کیا گیا ہے اور نظام کالج صیغہ تعلیمات کی نگرانی سے نکال کر ایک کمیٹی کے زیر انتظام کیا گیا ہے۔

[illegible]

ضرورت ہو

رے ہند و میڈیکل ہال سے مندرجہ ذیل ادویات طلب فرماویں جنکے فوائد
آپ کو تجربہ سے معلوم ہو جاوینگے۔ قدردانی کی ضرورت نہیں۔ آزمائش شرط ہے

عنبر آشیل

یہ ایک خوشبودار تیل ہے جو بالوں
میں لگانے سے دماغ کو تقویت دیتا
ہے۔ بالوں کو نرم اور خوشبودار بناکر
سیاہ رکھتا ہے۔ حافظہ کی طاقت بڑھاتا
ہے۔ عطر لگانے کی حاجت نہیں رہتی
تیل بھی ہے اور خوشبو بھی۔ دماغی محنت
کرنے والوں کو اس کا ضرور استعمال کرنا
چاہیئے۔ ایک دفعہ ضرور آزمانا چاہیئے
قیمت فی شیشی ۸؍

عرق دافع سوزاک

سوزاک کیسا ہی نیا یا پرانا سوزاک
کیوں نہ ہو اس دوا کے استعمال سے فوراً ہی
چٹ ہو جاتا ہے۔ یہ عرق وہ ہے جس سے ہر
ایک مریض کو صحت ہوتی ہے۔ اسکا اثر کبھی
غلط نہیں جاتا۔ ہزاروں مایوس مریضوں نے
استعمال کرکے صحت پائی ہے۔ اگر کوئی اس
مرض کا بیمار آپکی نظر میں ہو تو آپ اس عرق
کے استعمال کرنے کی ضرور سفارش کریں
قیمت فی شیشی ... علی

جوہر عشبہ

عشبہ ایک ایسی مشہور دوا ہے کہ تعلیم یافتہ دنیا میں شاید
ہی کوئی شخص ایسا ہوگا جو اسکو نہ جانتا ہو۔ خون کی صفائی
کیلئے اکسیر ہے۔ آتشک کے مادہ کو نیست و نابود کرتا ہے
کھجلی گنٹھیہ ... امراض کیلئے تیر بہدف ہے
جلدی امراض مثلاً پھوڑے پھنسی بھگندر۔ ناسور جسم پر
سیاہ یا سفید داغ خارش وغیرہ سے بالکل صحت ہو جاتی
ہے ... بدمزہ نہیں۔ اسکے مفید اور مصفی
خون ہونے کی انگلینڈ۔ امریکہ۔ فرانس اور انڈیا کے ڈاکٹروں
نے ... قیمت شیشی ...
کلاں عہ

سفوف ... جریان

جریان ایسا موذی مرض ہے کہ اگر اسکے علاج سے انسان
غافل ہو جائے تو ... کے علاوہ جسمانی
طاقت ضائع کر دیتا ہے اولاد سے محروم کرکے مختلف عوارض کا
نشانہ بناتا ہے۔ نسیان۔ درد کمر۔ درد سر ... چہرہ
کی زردی جسمانی کمزوری ... وغیرہ ... مرض کے ادنیٰ
علامات ہیں ... سفوف ایک ...
عجیب الاثر ہونے میں عدیم المثل ہے ...
... آرام ہوتا ہے۔ قیمت ...

گولڈن ٹانک ...

یہ بے نظیر مشہور و معروف گولیاں ضعف
... ضعف اعصاب ...
... کی سیہ آگر ...
... ہیں اور دماغی
محنت سے کام لینے والے احباب کیلئے
ایک عجیب تحفہ ... شدہ طاقت کو واپس لانا
... دوران شباب دکھانا ان گولیوں کا کام ہے
... کے
لئے اکسیر ہیں
قیمت فی ... گولی عہ

... دوا

اگر اس ... کیا جاوے تو
سمجھا ہے ... مریض اور
بدحال ہے عاجز آ ... دیا گیا اور
وہ صحت یاب ہو گئے۔ اسکے جادو اثر ...
... آدمی قائل اور ... کے
ہیں۔ وہ مریض ... حکیموں اور
ڈاکٹروں نے جواب دے دیا ہو۔ آخری تجربہ
... کریں اور دیکھیں کہ اس کا اثر
... رفاہ عام
صرف ... روپیہ (عہ)

المشتہر نند لعل سوداگر پروپرائٹر ہند و میڈیکل ہال بازار امرتسر

حسب الحکم مولانا ابو الوفا ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل اُن کے اپنے مطبع اہلحدیث امرتسر میں چھپکر شائع ہوا۔

ahmadimuslim.de